دارالحرب کے مسائل

مفتی رفیق الحسنی

دارالاسلام کے دو قسم ہیں۔

دارالاسلام کے بھی دو قسم ہو گئے ایک دارالاسلام جس میں اسلامی حکومت قائم ہے جس طرح اسلامی ممالک دنیا میں موجود ہیں اور دوسرا قسم وہ ملک یا شہر دارالاسلام ہوگا جہاں پہلے اسلامی حکومت تھی پھر کافروں نے اس ملک پر قبضہ اور غلبہ کرلیا مگر کافروں کی حکومت نے دارالاسلام کے شعائر ختم نہیں کیئے مسلمان اور ذمی مسلمان حکمرانوں کی سابقہ امان اور سلامتی کی ضمانت پر مقیم رہے جس کی مثال حالیہ ہندوستان یا تقسیم سے پہلے ہندوستان تھا۔

دارالحرب اور دارالاسلام کی تقسیم کا راز جہاد کے ذریعہ اسلام کی دعوت اور اعلاء کلمۃ اللہ قائم رکھنا اور ہر علاقہ پر اسلامی سلطنت قائم کرنا ہے، سرور دو عالم ﷺ اور خلفاء راشدینؓ کے زمانہ میں اسلامی ریاست کی وسعت اس کا ثبوت ہے چنانچہ فقہاء کرام نے فرمایا: ''مرتدین اور عربی کفار کے لئے اسلام لانے کی دعوت کے بعد صرف اسلام یا حرب ہے ان کے لئے جزیہ اور خراج کی کوئی رعایت نہیں ہے''۔ (ہدایۃ باب الجہاد)

علام سعیدی صاحب نے فرمایا، شمس الائمہ سرخسی نے مطلق دارالحرب کی تعریف بیان فرمائی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک دارالحرب کی تین شرطیں ہیں حالانکہ علامہ شامی نے مبسوط کی عبارت ردالمحتار میں نقل فرمائی ہے۔ ردالمحتار کی عبارت سے واضح ہے کہ یہ تین شرطیں اس دارالحرب کے لئے ہیں جو پہلے دارالاسلام ثابت کرنا صحیح نہیں ہے۔ مبسوط کی عبارت ''تصیر دار الاسلام دار الحرب'' کے الفاظ کا ترجمہ علامہ سعیدی صاحب نے قصداً چھوڑ دیا تا کہ اپنے مقصد کو ثابت کرسکیں۔

ملاحظہ فرمائیں اعلیٰ حضرت نے درج ذیل عبارت میں یورپی ممالک کا نام لے کر لکھا کہ یہ دارالحرب

☆الكتاب احسن الاصحاب خسامر الكتب وصاحب العلم ورافو المعرفة۔☆

ہیں اورعلامہ سعیدی صاحب اسی عبارت سے انہی ملکوں کا نام لے کر لکھتے ہیں کہ یہ دارالحرب نہیں ہیں۔قارئین خودانصاف فرمائیں۔

امام اہلسنت کے نزدیک دارالاسلام کی دوصورتیں:

جیسے ہم نے ذکرکیااعلحضرت کی تحقیق کے مطابق دارالاسلام کی دوصورتیں ہوتی ہیں ایک یہ ملک میں اسلامی حکومت ہواور ملک کا سربراہ مسلمان ہو جیسے پاکستان اوردیگر عرب ممالک اوردوسری صورت یہ ہے کہ وہ ملک پہلے دارالحرب تھا مسلمانوں نے اسے فتح کیا تھااورمسلمانوں کی حکومت رہی اوراسلامی احکام نافذ رہے مگر پھرکفارغالب آ گئے اورحکومت قائم کرلی مگراسلامی احکام پرکلیۃ پابندی نہیں لگائی' کلا یا بعضا اسلامی احکام جاری رہے اس حکومت کا سربراہ اورحکومت اگرچہ کافروں کی ہومگروہ ملک دارالاسلام ہوگا۔

جیسا کہ ہندوستان انگریزوں کی حکومت میں دارالاسلام تھااورآج بھی تقسیم کے بعد ہندوستان کی صورت یہی ہے اوردارالحرب کی بھی دوصورتیں ہیں'اصلی اورغیر اصلی لیکن تجارتی' سیاسی اوراقتصادی اورامن وغیرہ کے معاہدات اورسفارتی تعلقات کے بعد دارالحرب کودارالعہد یادارالہدنہ اوردارالامن بھی کہاجاتا ہے مگر یہ نام دارالحرب کودارالحرب ہونے سے خارج نہیں کرسکتے۔اورمسلمانوں کے ملک دارالاسلام میں اگربعض مسلمان بغاوت کرکے اپنی حکومت قائم کرلیں تواسے دارالبغی یادارالبغاۃ کہاجاتا ہے مگر دارالبغی اوردارالبغاۃ دارالاسلام کا حصہ ہوتا ہے الگ کوئی دارنہیں ہے۔دارالاسلام سابقہ حیثیت میں اسی طرح دارالاسلام رہتا ہے۔

وہبہ زحیلی آثارالحرب فی الفقہ الاسلامی میں لکھتے ہیں :

"نری جمهور فقهاء المسلمين يقسمون الدنيا الى دارين دار اسلام و دار حرب "(ص:۱۴۷)

ترجمہ: ہم نے دیکھا جمہورفقہاء مسلمین دنیا کودوداروں میں تقسیم کرتے ہیں' دارالاسلام اوردارالحرب۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"فقدقسم الفقهاء الدنيا الى دارين بحيث تعم دار الحرب جميع الامم غير الاسلامية"(ص:۱۴۹)

فقہاء نے دنیا کودوداروں کی طرف تقسیم کیا ہے اس طرح کہ دارالحرب تمام غیر اسلامی ملکوں کوشامل

☆الكون بنيى على النظام فعليك بالترتيب فى ملبسك وبيتك ومكتبك وواجبك.☆

ہے۔

دارالاسلام کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وھوان کل مادخل من البلادفی محیط سلطان الاسلام ونفذت فیھااحکامه واقیمت شعائره قدصارمن دارالاسلام"(ص:۱۴۹)

دارالاسلام ہروہ شہر ہے جواسلام کی محیط سلطنت میں داخل ہوااوراس میں اسلام کے احکام نافذ کیے گئے اوراسلام کے شعائراس میں قائم کیے گئے ہوں وہ شہردارالاسلام سے ہوگیا۔

اسی تعریف کے تناظر میں لکھتے ہیں:

"فمثل فلسطین الیوم والجزائر فی الامس القریب تعتبر کل منهادار اسلام ویجب علی المسلمین جمیعهم تطهیرهامن الدخیل وعلی هذافدارالاسلام تشمل جزیرةالعرب والبلادالتی افتحهاالمسلمون......الخ"(ص:۱۷۰)

ترجمہ:اس تناظر میں پس فلسطین کی مثل آج اورالجزائر کی مثل کل قریب میں ہرایک کودارالاسلام اعتبارکیاجائیگااورسب مسلمانوں پرواجب ہے کہ فلسطین کی دخیل کافروں سے انہیں پاک کریں اوراس بناء پردارالاسلام جزیرۃ عرب اوران شہروں یاملکوں کوشامل ہے جن کومسلمانوں نے فتح کیاتھا۔معلوم ہواجن شہروں یاملکوں کومسلمانوں نے فتح نہیں کیاتھاوہ دارالاسلام میں شامل نہیں ہیں۔

اسی کتاب میں علامہ زحیلی لکھتے ہیں:

"قال ابن حزم وکل موضع سوی مدینة رسول الله ﷺفقدکان ثغراودارحرب ومغزی جهاد"(ص:۱۷۱)

ترجمہ:ابن حزم نے کہامدینۃ الرسول ﷺ کے علاوہ تمام جگہیں دارحرب اور جہاد کی جگہ اور بارڈر تھی۔

پھرفرماتے ہیں:

"فلیس معنی دارالحرب ودارالاسلام انهما فی حالة عداء وخصام مستمر انماالمقصودهووجودالامن والسلام اوعدم وجوده وهومعنی تقسیم الدنیا الی دارین وهواقرب الی معنی الاسلام"(ص:۱۷۲)

ترجمہ:دارالحرب اوردارالاسلام کا یہ معنی نہیں کہ دونوں بالفعل حالۃ عداوۃ اوردائمی خصومت میں ہوں

یعنی بالفعل حرب ہورہا ہو بے شک مقصود امن اور سلامتی کا وجود اور امن وسلامتی کا عدم وجود ہے اور یہی دارین کی طرف دنیا کی تقسیم کا معنی ہے اور یہ اسلام کے زیادہ قریب ہے۔

یادر ہے کہ امن اور سلامتی سے مراد وہ امن اور سلامتی ہے جو اسلام کی وجہ سے ہو۔جس کی بنیاد اسلامی حکومت میں مقیم ہونا ہو جیسا کہ اسلامی ممالک میں مسلم اور ذمی کو اسلام کے حکم سے اسلامی ملک میں رہنے والوں کو امن حاصل ہوتا ہے' مطلق امن اور سلامتی مراد نہیں ہے کیونکہ آج دنیا کے غیر اسلامی ممالک میں امن کی وجہ ان ملکوں کے اپنے اپنے اقتصادی' سیاسی' تجارتی اور ملکی قوانین ہیں کافروں کے ملک میں مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کے حقوق اور جان ومال کا تحفظ اپنے ملکی قوانین کی وجہ سے ہوتا ہے اسلام کی وجہ سے نہیں ہوتا یہ نہیں کہ غیر اسلامی حکومتیں اسلام کے حکم پر عمل کرتے ہوئے تحفظ کی ضمانت دیتی ہوں۔

اور امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک دارالاسلام سے دارالحرب بننے میں تیسری شرط یہ ہے کہ اس ملک پر کفار کا قبضہ ہو جائے اور کوئی مسلمان یا ذمی سابقہ اسلامی احکام کی وجہ سے سلامتی اور امن کے ساتھ نہ رہے بلکہ کفر کی غالب آنے والی حکومت اپنے قوانین کی بنیاد پر مسلمانوں اور ذمیوں کو سلامتی اور امن کی ضمانت دے تب وہ دارالاسلام دارالحرب بنے گا اور اگر سابقہ اسلامی امن اور سلامتی کی وجہ سے مسلمان یا ذمی کو تحفظ حاصل ہو تو وہ اسلامی ملک مغلوب ہونے کے باوجود دارالحرب نہیں ہوگا۔چنانچہ اسی کتاب میں وہبہ الزحیلی فرماتے ہیں:

"الثالث ان لاتبقی فیھامسلم ولا ذمی امنابامان المسلمین الذی کان یتمتع بہ ای بالامان الاسلامی الاول الذی مکن رعیۃ المسلمین من الاقامۃ فیھاای بامان اقرہ الشرع بسبب الاسلام للمسلمین وبسبب عقدالذمۃ بالنسبۃ للذمیین"(ص:۱۷۳)

ترجمہ:مقبوضہ دارالاسلام کو دارالحرب میں تبدیل کرنے کی تیسری شرط یہ ہے کہ اس دار میں کوئی مسلم اور ذمی مسلمانوں کی امان کے ساتھ امان میں نہ رہے جس امان کے ساتھ وہ نفع اٹھاتا تھا یعنی امان اسلامی اول جو حکومت نے مسلمان رعایا کو اس ملک میں مقیم رہنے کے لئے دی تھی یعنی وہ امان جس

☆علیك بالمشیی والریاضة☆واجتنب الکسل والخمول☆واھجر الفراغ والبطالة.☆

کواسلام کے سبب سے مسلمانوں کے لئے شرع نے برقرار رکھا تھااورعقد ذمہ کی وجہ سے ذمی کافروں کے لئے برقرار رکھا تھا۔معلوم ہوا جب ایسی امان نہیں ہوگی وہ ملک دارالحرب ہوجائے گااوراگر سابقہ اسلامی امان کی وجہ سے اس ملک مقبوض میں اقامت ہے تو وہ دارالاسلام دارالحرب نہیں بنے گا جیسا کہ ہندوستان میں ہے۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"ولکن الامن المتوفر الیوم فی غیربلادالاسلام لیس بامان الاسلام الاول فیظل رای ابی حنیفۃسلیما" (ص:۱۷۴)

ترجمہ:لیکن امان کامل اور پوری سلامتی جو بلاد اسلامی کے غیر میں (کافروں کے ملکوں میں) آج موجود ہے وہ اسلام کی پہلی امان کی وجہ سے نہیں ہے لہٰذا ابوحنیفہ کی رائے اس وقت سالم ہوگی۔

اس عبارت سے علامہ سعیدی صاحب اور پروفیسر طاہرالقادری صاحب کااستدلال کہ ''یورپی ممالک میں جوامن اور سلامتی ہے'اسلامی ممالک سے زیادہ ہے لہٰذا یورپی ممالک حکماً دارالاسلام ہیں' کاجواب معلوم ہوگیا۔

جب یورپی ممالک میں اسلامی حکومت کبھی وجود میں نہیں آئی تو وہاں مسلمانوں کواول اسلام کی وجہ سے امان اور سلامتی کاقول کیسے کیا جاسکتا ہے ۔معلوم ہوا علامہ سعیدی صاحب اور پروفیسر طاہرالقادری صاحب کا یہ کہنا کہ برطانیہ اورامریکہ اوردیگر غیراسلامی یورپی ممالک میں مسلمان اپنے اسلامی ممالک سے زیادہ محفوظ اور نامون ہیں لہٰذا وہ دارالحرب نہیں رہے صحیح نہیں' کیونکہ ان ممالک میں مسلمانوں کی سلامتی اورامن کی ضمانت ان کے اپنے ملکی قوانین کی وجہ سے ہے اوراسلام کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ ان کے مذہب یہودیہ اورعیسائیہ میں تو مسلمان ہونا استحلال خون اور مال کاباعث ہے اورامن اورسلامتی کاسبب نہیں ہے۔اگران کا بس چلے تو مسلمانوں کوزندہ نہ چھوڑیں۔

پھر یہ کہ امن اورسلامتی کی وجہ سے غیراسلامی ممالک اگران دوحضرات کے نزدیک دارالحرب نہیں ہیں تو پھر وہ دارالاسلام ہونے چاہئیں کیونکہ امن اورسلامتی دارالاسلام کی علت اوربنیاد ہوتی ہے

دارالکفر کی نہیں ہوتی' پھر ان حضرات کو دارالکفر کہنے کی ضرورت کیوں پیش آئی جبکہ دارالکفر دارثالث کا تصور فقہاء کرام کے نزدیک کہیں نہیں ملتا۔

پھر ان دوحضرات کے نزدیک اقدامی جہاد اور دفاعی جہاد کی فرضیت ساقط ہے پھر لازم آئے گا غنیمت اور فیء کا مال مسلمانوں کے لیے حرام ہو کیونکہ غنیمت وہ مال ہوتا ہے جو حربی کافروں کا مال حرب بالفعل سے حاصل ہو اور فیء کافر حربی کا وہ مال ہوتا ہے جو بغیر حرب کے حاصل ہو۔جب دنیا میں دارالحرب ہی نہیں تو جہاد اور اس کے احکام ختم ہو گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔معلوم نہیں ان دوحضرات کا حربی کافروں کے ساتھ نرم رویہ کیوں ہے!

البتہ امام شافعی کے مذہب پر غیر اسلامی ممالک کے ساتھ سیاسی اور تجارتی ثقافتی اور مالی معاہدات کی وجہ سے دنیا کے تین دار ہو سکتے ہیں دارالاسلام اور دارالحرب اور دارالصلح والعہد مگر دارالصلح یا دارالامن دارالاسلام کا حصہ ہوتا ہے الگ قسم نہیں ہوتا' اس تقسیم کے مطابق دارالحرب وہ ملک ہوں گے جن کے ساتھ مسلمانوں اور کافروں کے ممالک میں صلح نہیں اور سفارتی تعلقات بھی نہیں جیسا کہ قاموس'ص:۶۳' پر ہے اور دارالعہد سے مراد کافروں کے وہ ممالک ہیں جن کو مسلمانوں نے فتح نہیں کیا' خراج پر ان کے ساتھ صلح کر لی' اس پر امام شافعی کے دلائل فقہ کی کتابوں میں موجود ہیں مگر جمہور فقہاء نے امام شافعی کی سخت مخالفت فرمائی کیونکہ ایسے ممالک دارالاسلام کا حصہ ہوتے ہیں' خراج پر مصالحت کی وجہ سے وہ اہل ذمہ ہو جاتے ہیں' صرف حربی کافر نہیں رہتے۔(ص:۱۷۶)

لیکن یورپی غیر اسلامی ممالک کو دارالعہد میں بھی داخل نہیں کر سکتے کیونکہ یورپی ممالک کے ساتھ خراج ادا کرنے کی شرط پر مسلمانوں کی کبھی صلح نہیں ہوئی۔لہذا ہمارے دونوں حضرات کو امام شافعی کے قول کا آسرا بھی نہیں مل سکتا۔

علامہ زحیلی بیان کرتے ہیں:

"دارالحرب او دارالاجنبیة تشمل جمیع البلاد التی لیس فیها سلطنة اسلامیة ولاتسود فیها احکام الشریعة ذالک ایا کانت انظمتها القانونیة او السیاسیة

ورعایادارالحرب یسمون حربیین ولایلزم ان یکون اعداء دائما فقدیرتبطون بمیثاق مع المسلمین فیسمون معاہدین (الی)وایادارالاسلام فتعم جمیع الاقالیم الاسلامیةمهماکانت مباعدةعن بعضها...الخ"(ص:۱۷۷۔آثارالحرب فی الفقہ)

ترجمہ: دارالحرب یادارالاجنبیہ ان سب شہروں کوشامل ہے جہاں اسلامی سلطنت نہیں ہے اوراس شہرمیں شرعی احکام کی سیادت اورغلبہ نہیں ہے جوبھی ان ممالک کے قانونی یاسیاسی نظام ہوں اوردارالحرب کی رعایاکوحربی کہاجاتاہے اس سے یہ لازم نہیں کہ وہ ہمیشہ اعداء ہوں پس وہ کبھی مسلمانوں کے ساتھ عہدکی وجہ سے رابطہ کرتے ہیں ان کومعاہدین کہاجاتاہے(تا)اوردارالاسلام تمام اسلامی ممالک کوشامل ہے جہاں بھی ہوں خواہ ایک دوسرے سے بعید ہوں۔

علامہ زحیلی لکھتے ہیں اگرچہ آج دنیاکے غیراسلامی ممالک میں مسلمانوں کے لئے کامل امن قائم ہے مگرمسلمانوں کے لئے غیراسلامی ملکوں میں یہ امن کامل اسلام کی وجہ سے نہیں ہے۔

احسن الفتاوی میں ہے:

"جس ملک میں اگرچہ عملاًاحکام اسلام کانفاذ نہ ہومگرتنفیذاحکام پرقدرت ہووہ دارالاسلام ہے اس معنی میں اسے اسلامی ملک بھی کہاجاتاہے مگرایسے ملک کی حکومت کواس وقت تک اسلامیہ نہیں کہاجاسکتاجب تک وہ احکام اسلام کی تنفیذ نہ کریں"۔(ص:۹/۲۱)

سوال: دارالحرب کی تعریف کیاہے؟کیاکسی نظام میں مسلمانوں کوصرف عبادات (نماز'روزہ) کی آزادانہ ادائیگی اس ملک کے دارالامن ہونے کے لئے کافی ہوگی جب کے ملک کے عائلی قوانین مثلاًنکاح'طلاق میں مسلمان ان کے غیراسلامی قوانین کی پابندی پرمجبورہوں۔

الجواب: جہاں احکام اسلام کی تنفیذ پرقدرت نہ ہووہ دارالحرب ہے دارالحرب میں اگرمسلمانوں کی جان ومال اورعزت محفوظ ہواورعبادات محضہ پرکوئی پابندی نہ ہوتویہ دارالامن ہے۔(ص:۶/۲۱)

ہم ذکرکرچکے ہیں کہ امریکہ اوربرطانیہ اوردیگریورپی ممالک میں مسلمانوں کے لئے امن اورسلامتی اسلامی حکم ہونے کی وجہ سے نہیں کہ یہ اسلام کاحکم ہے بلکہ اپنے ملکی قانون کی وجہ سے ہے ورنہ وہ

☆اتقوا المنبہات والاکثارمنہا کالشاهی والقهوة واحذرالتدخین والشیشةوغیرها.☆

مسلمانوں کے قتل کو جائز نہ سمجھتے اور ہم یہ بھی ذکر کر چکے کہ دارالاسلام جس پر کافر غالب آ جائیں وہ اس وقت تک دارالاسلام رہتا ہے جب تک اسلام کی وجہ سے مسلمانوں کو جو امن حاصل تھا وہی امن قائم رہے اور سلامتی کا باعث اسلام ہو لہٰذا بین الاقوامی اور ملکی قوانین کی وجہ سے غیر اسلامی ملک میں مقیم مسلمانوں کے لئے امن اور سلامتی دارالحرب کو دارالحرب سے نہیں نکال سکتی۔

حیرت یہ ہے کہ خود یورپی ممالک کے صدور الیکٹرونک میڈیا اور پرنٹ میڈیا پر بار بار اعلان کر رہے ہیں کہ ہماری مسلمانوں کے ساتھ جنگ صلیب اور ہلال یعنی کفر اور اسلام کی جنگ ہے جو عراق اور افغانستان میں ہو رہی ہے مگر ہمارے علماء فرماتے ہیں کہ یورپی ممالک دارالحرب نہیں ہیں کیونکہ وہاں مسلمان امن سے مقیم ہیں۔

دوبارہ عرض ہے دراصل دارالحرب کی دو قسمیں ہیں، دارالحرب اصلی اور دارالحرب غیر اصلی۔ دارالحرب اصلی وہ دارالکفر ہے جہاں مسلمانوں کی آج تک کبھی حکومت قائم نہیں ہوئی، ہمیشہ کافروں کی حکومت چلی آ رہی ہے اور دارالحرب غیر اصلی یا دارالحرب ثانوی وہ دارالحرب ہے جہاں غیر اسلامی حکومت کے بعد مسلمانوں کی حکومت قائم ہو جائے پھر کافروں نے غلبہ حاصل کر لیا ہو اور اسلامی شعائر پر جمعہ اور عیدین اور دیگر عبادتوں پر پابندی لگا دی ہو۔

امام اہلسنت کا فتویٰ:

جس طرح روس نے سمرقند، بخارا اور دیگر مشرق وسطی کی ریاستوں پر قبضہ کر لیا تھا اور تمام شعائر اسلامیہ پر پابندی لگادی تھی یہ ریاستیں دارالحرب ہو گئی تھیں اور زمانہ قدیم میں علامہ شامی نے خوارزم کے متعلق لکھا ہے کہ وہ دارالحرب ہو گیا تھا چنانچہ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا رحمہ اللہ فتاوی رضویہ باب الجمعۃ میں فرماتے ہیں ''شہر کے اسلامی ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ یا تو فی الحال اس میں سلطنت اسلام ہو، خود مختار ہو جیسے بحمد اللہ تعالی سلطنت عالیہ عثمانیہ و دولت خداداد افغانستان حفظہما اللہ تعالی عن شرور الزمان''۔ یا کسی سلطنت کفر کے تابع ہو جیسے اب چند روز سے سلطنت بخارا ''حسبنا اللہ و نعم الوکیل'' (ہمیں اللہ تعالی ہی کافی ہے اور وہی سب سے بہتر کارساز ہے) اور اگر فی الحال نہ ہو (یعنی

☆اعتن بنظافة ثوبك وحسن رائحتك وترتيب مظهرك مع السواك والطيب.☆

اس میں سلطنت اسلامی بالفعل اور فی الحال نہ ہو) تو دو باتیں ضرور ہیں:

(۱) ایک پہلے اس میں سلطنت اسلامی رہی ہو دوسرا یہ کہ جب قبضہ کافر میں آئی شعائر اسلام مثل جمعہ و جماعت واذان واقامت وغیر ہا کلایا بعضا برابر اس میں اب تک جاری ہو اور جہاں سلطنت اسلامی کبھی نہ تھی اور نہ اب ہے وہ اسلامی شہر نہیں ہو سکتے نہ وہاں جمعہ وعیدین جائز ہیں۔

جمہور احناف کے قول پر جمعہ اور عیدین جائز نہیں مگر بعض احناف اور آئمہ ثلثہ کے نزدیک دار الحرب میں جمعہ اور عیدین جائز ہیں اور فتوی عرف اور تعامل کی وجہ سے جواز پر ہے۔ عنقریب اس مسئلے کو تفصیل سے ذکر کیا جائے گا۔ (رفیق حسنی)

اگر چہ وہاں کے کافر سلاطین شعائر اسلام کو نہ روکتے ہوں اگر چہ وہاں مساجد بکثرت ہوں اذان واقامت جماعت علی الاعلان ہوتی ہے اگر چہ عوام اپنے جہل کے باعث عیدین اور جمعہ بلا زحمت ادا کرتے ہوں جیسے کہ روس اور فرانس و جرمن، پرتگال وغیر ہا اکثر بلکہ شاید تمام سلطنت ہائے یورپ کا یہی حال ہے۔

(۲) یونہی اگر پہلے سلطنت اسلامی تھی پھر کافر نے غلبہ کیا اور شعائر کفر جاری کر کے تمام شعائر اسلامی یکسر اٹھا دیئے تو اب وہ شہر بھی اسلامی نہ رہے یعنی دار الاسلام نہ رہے۔ (رفیق حسنی)

کوئی اسلامی شہر مجرد جریان شعائر سے اسلامی نہیں ہو جاتا:

اور جب تک پھر از سر نو ان میں سلطنت اسلامی نہ ہو وہاں جمعہ وعیدین جائز نہیں ہو سکتے، اگر چہ کفار غلبہ یافتہ ممانعت کے بعد پھر بطور خود شعائر اسلامی کی اجازت دے دیں، خواہ ان کافروں سے دوسرے کافر چھین کر اجرائے شعائر اسلام کر دیں کہ کوئی اسلامی شہر مجرد جریان شعائر اسلام سے اسلامی نہیں ہو جاتا، ہاں اگر اسلامی سلطنت کے کسی کافر صوبہ نے بغاوت کر کے کسی اسلامی شہر پر تسلط کیا اور شعائر اسلام بالکل اٹھا دیئے مگر وہ صوبہ چاروں طرف سے سلطنت اسلامیہ میں محصور ہے تو وہ شہر، شہر اسلامی ہی رہے گا۔ اگر چہ کافر نے شعائر اسلام یکسر اٹھا دیئے مگر چار سمت سے سلطنت میں محصور ہے اس کی یہ تاریک حالت محض عارضی ہے۔ (ص: ۸/ ۳۷۹۔ رضا فاونڈیشن، لاہور)

☆لاتقرأ بعض الكتب التي تربي التشاؤم والاحباط واليأس والقنوط.☆

دارالحرب ہونے کی شرائط:

دوبارہ دارالحرب ہونے والے ملک کی شرائط کے سلسلہ میں درمختار میں ہے:

"لاتصیر دارالاسلام دارالحرب الابامور ثلثة باجراء احکام اهل الشرک وباتصالها بدارالحرب وبان لایبقی مسلم اوذمی آمنابالامان الاول علی نفسه ودارالحرب تصیر دارالاسلام باجراء احکام اهل الاسلام فیها کجمعة وعیدوان بقی فیها کافر اصلی وان لم یتصل بدارالاسلام "(درر)ص:۳/۲۷۷مکتبہ ماجدیہ)

ترجمہ: دارالاسلام دارالحرب میں تبدیل نہیں ہوتا مگر تین امور کی وجہ سے اول کہ اس میں اہل شرک کے احکام نافذ اور جاری کردیئے جائیں۔دوم وہ دارالحرب کے ساتھ متصل ہو سوم اس میں کوئی مسلم یا ذمی اپنے لئے پہلی حکومت کی دی گئی امان سے امان میں نہ رہے اوردارالحرب دارالاسلام میں تبدیل ہوجاتا ہے جس میں اہل اسلام کے احکام نافذ اور جاری کردیئے جائیں۔جیسے جمعہ اورعید اگرچہ اس میں اصلی کافر رہتے ہوں اوردارالاسلام کے ساتھ متصل نہ ہو۔

اس عبارت میں دارالاسلام جودارالحرب میں تبدیل ہوا ہے سے مراد وہ دارالحرب ہے جو پہلے دارالاسلام تھالہٰذا اس دار سے دارالحرب غیراصلی مراد ہے۔کیونکہ لفظ"تصیر"اس پر دلالت کرتا ہے اوراس عبارت سے علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کوتساہل ہوا کیونکہ مبسوط بھی اسی قسم کی عبارت ہے۔

مذکورہ عبارت سے واضح ہے کہ دنیاصرف دوداروں میں منحصر ہے دارالاسلام اوردارالحرب تیسری کوئی داردارالکفر کے نام کی نہیں ہے۔

امام اہلسنت بعض علماء کارد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:اگردارالحرب صرف وہ دارہوجس میں فقط اہل شرک کے احکام نافذ ہوں اوردارالاسلام وہ دارہوجس میں فقط اسلامی احکام نافذ ہوں تولازم آئے گاوہ دارجس میں شرک اوراسلام دونوں کے احکام نافذ ہوں وہ دارالحرب اوردارالاسلام کے درمیان واسطہ ہواوراس کاکوئی قائل نہیں۔چنانچہ آپ جدالممتاز میں لکھتے ہیں:

"وکذالواردت الخلوص والتمحض فی کل الموضعین یعنی ان دارالحرب مایجری

فیھا احکام الشرک خالصة و دار الاسلام مایحکم فیھا باحکام الاسلام محضة فعلی هذا تکون دار التی وصفناها لک واسطة بین الدارین ولم یقل به احد."(ص:۵/۳۷۹ مکتبہ المدینہ)

ترجمہ: اوراسی طرح اگر تیرا (مخالف کا) ارادہ خلوص اور تمحض ہونا ہو دونوں جگہوں (داروں) میں یعنی دارالحرب وہ ہو جس میں خالص شرک کے احکام جاری ہوں اور دارالاسلام وہ ہو جس میں خالص اسلام کے احکام جاری ہوں۔ پس اس بناء پر لازم آئے گا کہ وہ دار جس کا ہم نے تیرے لیے بیان کیا' واسطہ ہو دونوں داروں کے درمیان اور اس واسطہ کا کسی ایک نے قول نہیں کیا۔

(میں محمد رفیق کہتا ہوں) مگر ہمارے علامہ سعیدی صاحب نے اس کا قول فرمایا ہے کہ دارالحرب اور دارالاسلام کے درمیان دارالکفر اور حکما دارالاسلام کا واسطہ ہے۔ افسوس کہ علامہ سعیدی صاحب یہ قول نہ کرتے تو کتنا بہتر ہوتا۔

دارالاسلام سے دارالحرب بننے والے دارالحرب کے لئے یہی تین شرائط ہیں اول یہ کہ اس دارالاسلام میں اہل کفر کے احکام نافذ کردیئے جائیں اور اس میں مسلمانوں کے احکام سے کوئی حکم جاری نہ کیا جائے 'اگر اس میں اہل کفر اور اہل اسلام دونوں کے احکام جاری کیے جائیں تو وہ دارالاسلام دارالحرب نہیں بنے گا۔ چنانچہ علامی شامی نے فرمایا:

"(قوله باجراء احکام اهل الشرک) ای علی الاشتهار وان لایحکم فیها بحکم اهل الاسلام (هندیه) وظاهره انه لو اجریت احکام المسلمین و احکام اهل الشرک لاتکون دار الحرب "(ص:۳/۳۷۷ مطبوعہ ماجدیہ کوئٹہ)

ترجمہ: (مصنف کا قول اہل شرک کے احکام جاری کرنے) یعنی شرک کے احکام کا اجراء مشتہر ہو اور اس میں اہل اسلام کے احکام سے کسی ایک حکم کو جاری نہ کیا جائے (ہندیہ) اس عبارت کا ظاہر یہ ہے کہ اگر مسلمانوں کے احکام اور اہل شرک کے احکام دونوں جاری کیے جائیں تو وہ دارالاسلام دارالحرب نہیں بنے گا۔

الحمدللہ! متحدہ ہندوستان کے متعلق امام اہلسنت کا یہی موقف تھا۔

دراصل جب ایک امر ثابت اور یقینی ہو اس کا زوال تب ہوتا ہے جب اس امر کے جملہ اثرات ختم ہو جائیں، جب دارالاسلام ہونا یقینی تھا اب دارالاسلام ہونے سے خروج تب ہوگا جب کافر حکومت اسلامی احکام میں سے کوئی ایک حکم بھی باقی نہ رکھے۔

چنانچہ امام اہلسنت اعلحضرت رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جامع الفصولین اورمبسوط اورمعراج الدرایۃ اور ہندیہ اور ردالمحتار وغیرہا معتبرات اسفار میں ہے:

"الحکم اذا ثبت بعلۃ فمابقی شیء من العلۃ یبقی الحکم ببقائہ فلما صارت بلدۃ دارالاسلام باجراء احکامہ فمابقی شیء من احکامہ واثارہ تبقی دارالاسلام......الخ" (ص:۸/۳۸۰۔رضافاؤنڈیشن،لاہور)

حکم جب کسی علت کے ساتھ ثابت ہو جب تک علت سے کوئی چیز باقی رہے گی اس کے بقاء سے حکم باقی رہے گا جب کوئی شہر احکام اسلامی کے اجراء سے دارالاسلام بن گیا، جب تک احکام اور آثار میں سے کچھ باقی رہے گا وہ شہر دارالاسلام ہی رہے گا۔(مزید کے لئے فتاوی رضویہ ملاحظہ ہو)

معلوم ہوا وہ تین امور جن امور کا دارالحرب ہو جانے کے لئے ضروری ہے وہ دارالحرب ہے جو پہلے دارالاسلام تھا، اعلی حضرت نے انگریز حکومت کے زمانے میں ہندوستان کو دارالاسلام قرار دیا تھا، اس کی وجہ یہی تھی انگریز نے ہندوستان پر قبضہ کر کے اسلامی احکام کی سابقہ حیثیت کو بھی جاری رکھا تھا، چونکہ ہندوستان پر صدیوں سے مسلمانوں کی حکومت قائم تھی، اس وجہ سے ہندوستان دارالاسلام چلا آ رہا تھا۔

جب اسلامی احکام کو انگریز نے بھی جاری رکھا تو باوجود کافروں کی حکومت کے وہ دارالاسلام رہا۔

مذکورہ عبارت سے واضح ہے کہ دار کی دو ہی قسمیں ہیں دارالاسلام اور دارالحرب تیسری قسم نہیں لہذا فتاوی رضویہ میں جو تحقیق ہے وہ حق ہے۔

اور وہ دارالحرب جو دارالاسلام ہو جائے اس دارالحرب سے مراد اصلی اور مغلوبی دونوں دارالحرب ہیں اور اجرائے احکام اہل اسلام سے مراد اسلامی حکومت کی جانب سے اسلام کے احکام کا نفاذ جاری کرنا ہے۔

☆الا تعلم ان فی الناس من فقد عقلہ ،او صحتہ،اوھو محبوس او مشلول او مبتلی .☆

جدالممتاز میں امام اہلسنت لکھتے ہیں کہ دارالحرب کے دارالاسلام ہونے کی صرف ایک شرط ہے کہ وہاں اسلامی احکام نافذ کیے جائیں اور اسلامی حکومت قائم ہوجائے اور دارالاسلام کے دارالحرب ہونے کے لیے تین شرطیں ہیں، جن کا ذکر ہوچکا ہے۔ اور واضح ہے حکومت اسلامی ہی احکام اسلامی جاری کرے گی اور وہاں حکومت اسلامی قائم ہوگی ورنہ کافر حکومت سے کیا توقع کہ وہ اسلامی احکام پورے ملک میں جاری کرے، احکام کا نفاذ اور عمل کرنے کی اجازت ہونا، دونوں الگ الگ امر ہیں، کافروں کے ملکوں میں بعض اسلامی احکام پر عمل کرنے کی اجازت تو ہے مگر حکومتوں کی طرف سے اسلامی احکام کا نفاذ نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غیراسلامی ملکوں میں زنا اور لواطت اور چوری اور دیگر جرائم پر نہ کوئی حد لگائی جاتی ہے اور نہ تعزیر کیونکہ ان کے آئین میں ان جرائم پر سزا نہیں ہے۔

یو۔ کے میں مسلمانوں کا مشروط اضافہ کے ساتھ قرض لینا جائز ہے:

برطانیہ کے مسلمانوں کی اکثریت حکومت سے سود کی شرائط پر قرض لیتی ہے مکان اور جائیداد خریدنے اور کاروبار کے لئے اصلی رقم پر زائد مشروط رقم حکومت کو واپس کرنا ہوتی ہے۔ مسلمانوں نے اس سلسلہ میں مجھ سے بھی رابطہ کیا، میں نے عرض کیا کہ میرے علم کے مطابق برطانیہ دارالحرب اصلی ہے یہاں کبھی بھی مسلمانوں کی حکومت قائم نہیں ہوئی، فتاوی رضویہ کے مطابق یہ ملک دارالحرب ہے اور اب تو عراق اور افغانستان کے مسلمانوں پر چڑھائی میں امریکہ کے ساتھ شریک ہونے کی وجہ سے برطانیہ اور دیگر یورپی ممالک کے دارالحرب ہونے میں کوئی شک نہیں رہا کیونکہ بالفعل حرب جاری ہے۔ خود صدر بش نے کہا تھا اب ہلال اور صلیب کی جنگ ہے، لہذا وہاں رہنے والے مسلمانوں کے لئے موجودہ حکومت سے قرض لینا جائز ہے اور واپس کردہ زائد رقم سود نہیں کیونکہ زائد رقم پر سود کی تعریف صادق نہیں آتی۔

بہار شریعت کا حوالہ، کافر غیر ذمی کا اضافہ سود نہیں ہوتا:

بہار شریعت میں مذکور ہے مسئلہ: اور مسلم اور کافر حربی کے مابین جو عقد ہواس میں سود نہیں مسلمان اگر دارالحرب میں امان لے کر گیا تو کافروں کی خوشی سے جس قدر ان کے اموال حاصل کرے جائز ہے اگرچہ ایسے طریقے سے حاصل کئے کہ مسلمان کا مال اس طرح لینا جائز نہ ہو مگر یہ ضرور ہے کہ وہ کسی

بدعہدی کے ذریعے حاصل نہ کیا گیا ہو کہ بدعہدی کفار کے ساتھ بھی حرام ہے۔مثلاً کسی کافر نے اس کے پاس کوئی چیز امانت رکھی اور یہ دینا نہیں چاہتا یہ بدعہدی ہے اور درست نہیں ۔(ص:۲/۱۱۵۔حصہ گیارہواں۔بحوالہ شامی)

بھارتی کفار حربی کفار کی طرح ہیں'ان سے سود کی رقم سود نہیں ہے:

بلکہ بہار شریعت اور اہل سنت کے بعض فتاوی میں مذکور ہے'بھارت میں کفار کے بینکوں کے ساتھ بھی سودی لین دین جائز ہے جن بنکوں کے مالک بھارتی کفار ہیں'اگر چہ بھارت دارالحرب نہیں ہے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے مگر وہاں موجود کافروں کو تحفظ مسلمان سربراہ حکومت نے نہیں دیا بلکہ بھارت کی کافر حکومت نے انہیں تحفظ دیا ہے۔کافر ذمی تب ہوتا ہے جب مسلمان حاکم کے تحفظ میں ہو۔لہٰذا بھارت میں مقیم کفار بھی حربی کافروں کی طرح ہوں گے چنانچہ بہار شریعت میں مذکور ہے'ہندوستان اگر چہ دارالاسلام ہے(تقسیم ۱۹۴۷ء سے پہلے)اس کو دارالحرب کہنا صحیح نہیں مگر یہاں کے کفار یقیناً نہ ذمی ہیں اور نہ مستامن' کیونکہ ذمی مستامن کے لئے بادشاہ اسلام کا ذمہ کرنا اور امن دینا ضروری ہے لہٰذا ان کفار کے اموال عقود فاسدہ کے ذریعے حاصل کیے جاسکتے ہیں جبکہ یہ بدعہدی نہ ہو۔(گیارہواں حصہ۔ص:۲/۱۱۵۔مکتبہ اسلامیہ لاہور)

علامہ سعیدی صاحب اور دیگر علماء کرام کافروں کے ان ملکوں میں بھی سودی لین دین منع کرتے ہیں جو بالاتفاق دارالحرب ہیں اور بھارت جو دارالاسلام ہے حضرت مولانا امجد علی رحمہ اللہ ان کافروں کے ساتھ مسلمانوں کے سودی لین دین کو جائز فرما رہے ہیں۔لہٰذا میرے خیال میں علامہ سعیدی صاحب کا تفرد معتبر نہیں۔واللہ تعالی اعلم۔

شرح صحیح مسلم اور تبیان القرآن کا جواب:

شرح صحیح مسلم شریف اور تبیان القرآن کے مطابق یورپی دنیا حکماً دارالاسلام ہے اور دارالاسلام میں جو کافر ہوتے ہیں وہ حربی نہیں ہوتے'لہٰذا اس بنیاد پر صرف دفاعی جہاد باقی رہ گیا ہے'اقدامی جہاد نہیں رہا'منسوخ ہو چکا ہے۔(انا للہ وانا الیہ راجعون)

بلکہ ان کتابوں کے مطابق دفاعی جہاد بھی جائز نہیں ہونا چاہیے کیونکہ جب تک غیر اسلامی ممالک کے ساتھ سفارتی اور تجارتی تعلقات قائم ہیں'ان ممالک میں رہنے والے مسلمان مامون اور محفوظ ہیں وہ

حکماً اسلامی ملک ہیں اگرچہ عراق اورافغانستان کے لاکھوں مسلمانوں کو آگ اور بارود سے راکھ کردیں، لاکھوں عورتیں بیوہ ہوجائیں، لاکھوں معصوم بیٹیوں اور ماؤں کی عزتیں لوٹ لی جائیں پھر بھی یہ ممالک حکماً دارالاسلام ہیں۔ یہ ہے علامہ سعیدی صاحب کا فتوی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

چونکہ علامہ صاحب کے نزدیک غیر اسلامی ممالک دارالاسلام کے حکم میں ہیں، اُن کی اسلامی ملکوں کے ساتھ لڑائی دو بھائیوں کی لڑائی کی طرح ہے۔ لہذا اسلامی ملک ان کا نہ جواب دے سکتا ہے اور نہ کوئی دوسرا اسلامی ملک اس کی مدد کرسکتا ہے کیونکہ ایک حکمی دارالاسلام کی دوسرے حقیقی دارالاسلام کے لوگوں کی باہم جنگ ہے۔

جب تک امریکہ اور اس کے اتحادی ممالک کے عراق اور افغانستان کی اسلامی ریاستوں سے سفارتی تعلقات قائم ہیں اگرچہ امریکہ اور اس کے اتحادی ممالک نے عراق اور افغانستان میں تقریباً سینتالیس لاکھ سے زائد مسلمانوں کو شہید کردیا اور اربوں کھربوں کی جائدادوں کو برباد کیا اخبارات کے مطابق صرف پاکستان کو جو جنگ میں شریک نہیں چورانوے ۹۴ کھرب نقصان ہوا۔ معلوم نہیں افغانستان اور عراق کا کیا حال ہوگا۔ لاکھوں مسلم بچے یتیم ہوگئے، لاکھوں بیویاں بیوہ ہوگئیں، لاکھوں خواتین کی عزتیں لوٹی گئیں، چونکہ حالت جنگ میں بھی سفارتی تعلقات قائم تھے، پھر بھی شرح صحیح مسلم شریف اور تبیان القرآن کے مطابق کوئی حرج نہیں کیونکہ یورپی ممالک دارالحرب نہیں ہیں۔ یہ ہے شرح صحیح مسلم شریف کا فتوی جو تمام فقہاء امت کے اجماع کے خلاف ہے۔ (جاری ہے)

نصیحت کی بات

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد کریم خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو ایک نصیحت فرمائی، جو سلسلہ چشتیہ کے ہر سالک و مرید کے لئے کارآمد ہے۔ آپ نے فرمایا: چار چیزیں جوہرِ نفس ہیں۔

۱۔ درویش امیر و توانگر دکھائی دے۔ ۲۔ وہ بھوکوں کو پیٹ بھر کر (سیر ہوکر) کھلائے۔

۳۔ غمگین رہے لیکن ایسا کہ خوش وخرم نظر آئے۔ ۴۔ دشمن سے دوستی اور مہربانی سے پیش آئے۔

☆اعف عمن ظلمك وصل من قطعك واعط من حرمك واحلم على من اساء اليك تجد السرور والامن.☆

اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹس ایک جائزہ

حافظ محمد عبدالرحمٰن ثانی

اسلامی نظریاتی کونسل کی ذمہ داریوں، کارکردگی اور کاوشوں سے عدم واقفیت کی بناء پر کہا جاتا ہے کہ اس کونسل کا فائدہ کیا ہے؟...... اور اب تک اس نے کون سا ایسا کام کیا ہے جو ملک وقوم کے مفاد میں ہو یہ تو ہمیشہ اختلافی مسائل پر ہی رائے زنی کرتی ہے......وغیرہ وغیرہ۔

اسلامی نظریاتی کونسل نے ملکی معیشت سے سود کے خاتمہ کے لئے ایک جامع رپورٹ مرتب کر کے حکومت کو پیش کی۔ اس رپورٹ میں سودی نظام کے خاتمہ کے لئے جو اقدامات تجویز کئے گئے ان میں سے بیشتر پر اسلامک بینکنگ سیکٹر نے عمل پیرا ہو کر اسلامی بینکاری کی بنیاد رکھی اور آج اسلامی بینکاری تیزی سے ترقی کی منازل طے کر رہی ہے......ذیل میں اس رپورٹ کا کچھ حصہ پیش خدمت ہے اس کے دیگر حصے انشاء اللہ قسط وار پیش کئے جائیں گے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ کونسل نے اپنے حصے کا کام کس خوش اسلوبی سے اور کتنا پہلے کر کے دے دیا تھا، اس رپورٹ کی بعض جزئیات پر پرائیویٹ سیکٹر میں عمل درامد ہوا، اگر اس کی کامل تنفید اسمبلی کے ذریعہ ہوجاتی تو نتائج بہت ہی مفید ہوتے ......تفصیلات کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹس کا انڈیکس دیکھنا بہت مفید ہوگا۔

پاکستان کی مسلم عوام، عوامی جماعتیں اور بالخصوص مذہبی جماعتیں اگر ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کی واقعتاً حامی ہیں تو یہ ان کا فرض ہے کہ وہ کونسل کی سفارشات پر عمل درآمد کے لئے اپنا اثر ورسوخ اور پارلیمانی قوت صرف کریں، اور ان قوانین میں اسمبلیوں سے ترامیم کروائیں جن کی نشاندہی کونسل کر چکی ہے اور جن کا متبادل بھی پیش کیا جا چکا ہے۔ یہ ساری ترامیم قوانین کو اسلام کی روح کے مطابق بنانے ہی کے لئے ہیں اور اگر یہ ہو جائیں تو نفاذِ اسلام کا کام بہت حد تک ہو جائے گا......

☆اقنع بصورتك وموهبتك ودخلك واهلك وبيتك تجد الراحة والسعادة.☆